عابد مسعود ڈوگر

جماعتِ احمدیہ کی سالانہ رپورٹ
تصویر کا دوسرا رخ

ہمارے پیش نظر قادیانی جماعت (جماعتِ احمدیہ) کی طرف سے سال ۲۰۰۴ء کی شائع ہونے والی سالانہ رپورٹ ہے، جسے اجمالاً انٹرنیٹ پر بی بی سی اردو ڈاٹ کام ڈاٹ یو۔کے نے جاری کیا ہے۔ہم بی بی سی کی اس ویب سائٹ پر جماعتِ احمدیہ کی طرف سے جاری کئے جانے والے اعداد و شمار ذکر کر کے اپنا تبصرہ قارئین کے سامنے لائیں گے۔اس رپورٹ میں پاکستان کے اردو پریس پر بہت سارے ایسے الزامات عائد کئے گئے ہیں جو ہمارے خیال میں خلافِ حقیقت ہیں۔ایسی رپورٹیں شائع کرنے کا مقصد پاکستان سے باہر کی دنیا میں اپنے لیے ہمدردانہ فضا کو بحال رکھنے کے سوا کچھ بھی نہیں۔''احمدیوں'' نے کہا ہے کہ سال ۲۰۰۴ء میں صرف لاہور کے اخبارات میں ان کے خلاف بطور پراپیگنڈہ ۲۰۲۱ خبریں شائع کی ہیں۔جو اعداد و شمار انہوں نے پیش کئے ہیں، ان کی تفصیل یہ ہے:

روزنامہ ''نوائے وقت'' میں شائع ہونے والی احمدی مخالف خبروں کی تعداد ۴۰۷ ہے۔سب سے زیادہ خبریں ''نوائے وقت'' میں شائع ہوئیں۔دوسرے نمبر پر روزنامہ ''پاکستان'' میں ۳۴۲ خبریں شائع ہوئیں۔تیسرے نمبر پر روزنامہ ''جنگ'' میں ۲۲۱ خبریں شائع ہوئیں۔اسی طرح بالترتیب ''خبریں'' میں ۱۹۰ ''آواز'' میں ۱۶۰ ''ایکسپریس'' میں ۱۹۸۔اس کے علاوہ دیگر اخبارات میں مجموعی طور پر ۳۰۵ خبریں شائع ہوئیں۔سالانہ رپورٹ میں ان اخبارات کے مدیران اور مالکان کے نام بھی دیئے گئے ہیں۔ان خبروں نے کتنی جگہ گھیری، اس کا حساب بھی رپورٹ میں درج ہے۔ان اخبارات کی مجموعی خبروں کو جمع کر دیا جائے تو آٹھ ہزار مربع انچ جگہ بنتی ہے۔اس کے ساتھ ہی اپنی مظلومیت اور نظر انداز کرنے کا گلہ کرتے ہوئے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جماعتِ احمدیہ نے جو وضاحتیں جاری کیں، ان کے شائع ہونے کی جگہ اور تعداد اس طرح ہے۔شائع ہونے والی وضاحتوں کی تعداد صرف ۱۶، اور اخبارات میں ان کی جگہ ۴۰، انچ بنتی ہے۔مختلف رسائل میں جو ان کے خلاف مضامین شائع ہوئے ہیں ان کی تعداد ۸۰۰ صفحات کی ایک کتاب کے برابر ہے۔جماعت احمدیہ کا کہنا ہے کہ ویسے تو ان کے خلاف خبریں ملک بھر میں شائع ہوتی رہتی ہیں لیکن وسطی پنجاب کے اخبارات اب تک ان سے سبقت لیے ہوئے ہیں۔اس کے علاوہ جماعت کے کارکنوں پر ان کے دعووں کے مطابق ملک بھر میں ایک سال کے دوران مذہب کے نام پر ۵ مقدمات قائم کیے گئے ہیں۔جماعت احمدیہ نے یہ الزام بھی عائد کیا ہے کہ پریس میں بلاتحقیق حکومتی عہدے داروں پر قادیانی ہونے کا الزام عائد کر دیا جاتا ہے۔مثلاً ماضی میں ذوالفقار علی بھٹو مرحوم، ضیاء الحق مرحوم، معین قریشی، صدر جنرل

پرویز مشرف، جناب شوکت عزیز پر بھی قادیانی ہونے کا الزام عائد ہو چکا ہے۔ جماعت احمدیہ نے آغا خانیوں کی وکالت کرتے ہوئے ان کے ساتھ بھی پریس میں ہونے والے ناروا سلوک کی شکایت کی ہے اور کہا ہے کہ ان الزامات کا مقصد حکومتی عہدے داروں کو بلیک میل کر کے ''احمدیوں'' کے خلاف اقدامات کرنے پر مجبور کرنا ہوتا ہے۔ انہیں حکومت وقت سے بھی شکایت ہے کہ اس سال حکومت نے روشن خیال اور جدت پسند پاکستان کا نعرہ تو بلند کیا لیکن احمدی کارکنوں کے انسانی اور مذہبی حقوق ماضی کی طرح ہی پامال کیے جاتے رہے ہیں۔ مزید براں یہ دعویٰ بھی اس رپورٹ میں شائع ہوا ہے کہ احمدیوں نے تحریک پاکستان میں قائداعظم کا ساتھ دیا تھا اور موجودہ مذہبی رہنما اس تحریک کے خلاف تھے۔ انہیں تحریک پاکستان میں قائداعظم کا ساتھی ہونے کی سزا دی جا رہی ہے۔ یہ بھی اعتراض اس رپورٹ میں شامل ہے کہ قادیانیوں پر امریکی پشت پناہی کا الزام عائد کیا جاتا ہے۔ ہمارے شناختی کارڈ کے رنگ علیحدہ کرنے کا مطالبہ بھی علماء کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے اور انہیں مرتد کی شرعی سزا پر بھی اعتراض ہے اور رپورٹ میں کہا ہے کہ اس کی سزا قتل کیوں تجویز کی جاتی ہے۔ انہوں نے اس ساری صورتحال کا الزام پریس اور حکومت پر یکساں طور پر عائد کیا ہے کہ دونوں طبقے ''مولوی'' کی خوشنودی کے لیے یہ سارا جتن کر رہے ہیں۔ انہیں شکوہ ہے کہ تمام خبریں بلاتحقیق شائع کر دی جاتی ہیں۔ اس سے پہلے کے ہم اس رپورٹ پر اپنا نقطہ نظر بیان کریں اور کچھ حقائق جو کہ ناقابل تردید ہیں انہیں پڑھنے والوں کے سامنے لائیں ضروری ہے کہ اس ضمن میں آل پاکستان نیوز پیپرز سوسائٹی کی طرف سے اس رپورٹ پر وضاحتوں کو بھی درج کر دیا جائے۔ پاکستان میں اخباری مالکان کی تنظیم کے صدر عارف نظامی نے اپنا نقطہ نظر ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

> ''اے۔ پی۔ این۔ ایس کا ضابطہ اخلاق موجو ہے۔ لیکن اخبارات آزاد ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان کی تنظیم اخبارات کی انفرادی پالیسی طے نہیں کرتی۔ اس لیے اس رپورٹ کے ڈی میرٹس میں جائے بغیر وہ یہ ہی کہہ سکتے ہیں کہ جب کوئی بیان جاری ہوتا ہے تو اخبارات اسے شائع کر دیتے ہیں اور کسی کو بھی نظر انداز کرنے کی پالیسی اخبارات میں موجود نہیں ہے۔''

قارئین جانتے ہیں کہ قادیانیوں کا یہ واویلا نیا نہیں ہے۔ بین الاقوامی سطح پر ملک کو بدنام کرنے کے لیے کوئی حربہ انہوں نے ابھی تک فروگزاشت نہیں چھوڑا ہے۔ دنیا بھر میں سیاسی پناہ (Political Asylum) کے نام پر قادیانیوں نے جو طوفان برپا کر رکھا ہے ہم چاہیں گے کہ اس کی حکومت اور میڈیا کی طرف سے نقاب کشائی ضرور ہونی چاہیے۔ تحریک پاکستان میں قادیانیوں کا کیا کردار ہے۔ اس کا ہم پوری تفصیل کے ساتھ ذکر کریں گے تاکہ رپورٹ پڑھنے والوں کی آنکھیں دھول سے محفوظ رہیں۔ ہمارے سامنے قادیانی جماعت کا ترجمان روزنامہ ''الفضل'' شائع شدہ قادیان گورداسپور انڈیا ۱۷/مئی ۱۹۴۷ء ہے جس میں قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کا ایک بیان ہے جسے پڑھ کر اندازہ ہوگا کہ یہ طبقہ تحریک پاکستان میں کس نیت سے شامل رہا ہے؟ مرزا صاحب کہتے ہیں:

اکھنڈ بھارت:

''ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضا مند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے، ہم پھر یہ کوشش کریں گے کہ پھر یہ کسی طرح متحد ہو جائے۔''

یہی اکھنڈ بھارت کا نظریہ ہے جو قادیانیوں کا مذہبی عقیدہ ہے اس لیے کہ پاکستان میں قادیانیوں کے مرکز سابقہ ''ربوہ'' اب چناب نگر میں مرزا قادیانی آنجہانی کی اہلیہ اور مرزا بشیر الدین محمود کی بیوی کی قبروں پر ایک بورڈ لگا ہوا ہے جس کی تصویر کئی جگہ شائع ہو چکی ہیں۔ اس بورڈ پر مرزا بشیر الدین محمود کا ایک قول درج ہے۔ ہم قارئین کی خدمت میں اس کی تفصیل بیان کرتے ہیں:

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی:

''جماعت کو نصیحت ہے کہ جب بھی ان کو توفیق ملے (معاذ اللہ) حضرت ام المومنین (مرزا قادیانی کی اہلیہ) اور دوسرے اہل بیت (مرزا قادیانی کے گھر والے) کی نعشوں کو مقبرہ بہشتی قادیان میں لے جا کر دفن کر دیں، چونکہ مقبرہ بہشتی کا قیام اللہ تعالیٰ کے الہام سے ہوا ہے، اس میں حضرت ام المومنین اور خاندان حضرت مسیح موعود کے دفن کرنے کی پیش گوئی ہے اس لیے یہ بات فرض کے طور پر ہے، جماعت کو اس کو کبھی بھی نہیں بھولنا چاہیے۔''

یہ تحریر پاکستان کی مخالفت کرنے والے کسی مولوی کی نہیں بلکہ احمدیوں کے ''گرو'' کی ہے۔ تحریکِ پاکستان کی مخالفت کرنے والے کسی بھی مولوی نے ہندوستان میں اپنے آبا و اجداد، اساتذہ اور مشائخ کے ساتھ دفن ہونے کی خواہش کبھی نہیں کی۔

قادیانی کس تحریکِ پاکستان میں اپنی شمولیت کا بے ڈھنگا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس پاکستان کی تحریک میں جس سے گورداسپور قادیانیوں کی سازشوں کی بنیاد پر مسلم اکثریتی آبادی کا حصہ ہوتے ہوئے بھی پاکستان میں شامل نہ ہو سکا۔ قائداعظم نے تو احمدی جماعت ہی کے اہم رہنما آنجہانی سر ظفر اللہ قادیانی پر اتنا اعتماد کیا کہ باؤنڈری کمیشن میں مسلم لیگ کی طرف سے وکالت کے فرائض ان کے سپرد کئے۔ مگر انہوں نے جماعت احمدیہ کو باؤنڈری کمیشن کے سامنے مسلم لیگ سے ہٹ کر اپنا علیحدہ محضر نامہ پیش کرنے کا مشورہ دیا۔ جب جماعت احمدیہ کی طرف سے محضر نامہ باؤنڈری کمیشن کو پیش کیا تو کمیشن کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ جماعت احمدیہ اپنے آپ کو علیحدہ مذہب' اپنے سول اور فوجی ملازمین کی تعداد، کیفیت اور آبادی کی مبالغہ آمیز تفصیلات کے ساتھ اس محضر نامہ میں یہ مطالبہ کر رہی تھی کہ ان کے مرکز قادیان کو ''ویٹی کن سٹی'' کا درجہ دیا جائے' جس میں اس جماعت کے بانی کا مولد و مدفن اور مرکز ہے۔ حکومتِ پاکستان کی طرف سے شائع ہونے والی ایک کتاب (Partition of The Punjab) کی جلد ایک صفحہ ۴۲۸ تا ۴۶۹ پر قادیانی عرضداشت اور جملہ تفصیلات

موجود ہیں۔

حیرت کی بات ہے کہ اب تک اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت تسلیم نہ کرنے والی جماعت احمدیہ اس عرضداشت میں خود کو مسلمانوں سے الگ مذہب کے طور پر ریڈکلف کمیشن کے سامنے متعارف کرا رہی تھی۔ اس لحاظ سے ۱۹۷۴ء میں جو آئینی ترمیم ہوئی تو یہ ان کے اپنے ہی مطالبہ پر ہوئی۔ جسے آج تک احمدی بنیاد بنا کر پوری دنیا میں اپنی مظلومیت کا رونا رو رہے ہیں اور اس ساری آبادی کا نقشہ جس میں خود کو احمدیوں نے مسلمانوں سے علیحدہ ظاہر کیا تھا وہ ۱۹۴۰ء میں تیار کیا گیا تھا۔ باؤنڈری کمیشن نے ویٹی کن سٹی کا مطالبہ تو تسلیم نہ کیا۔ البتہ مرزائیوں کے محضر نامے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے احمدیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ شمار کرتے ہوئے گورداسپور کو مسلم اقلیت کا ضلع قرار دے کر اس کے اہم علاقے بھارت میں شامل کر دیئے۔ اپنا مفاد تھا تو خود کو مسلمانوں سے علیحدہ ظاہر کیا جب ہم نے عمل درآمد کیا تو برا مان گئے۔ اسی طرح اسی جماعت کی سازشوں کی وجہ سے جو اہم علاقے انڈیا کے قبضہ میں چلے گئے ان کی وجہ سے ہندوستان کو کشمیر میں جانے کا اہم راستہ ہاتھ لگ گیا اور مسئلہ کشمیر تب سے اب تک ملک وقوم کی پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے۔

جناب ایسی جماعت سے تو بہتر تھا کہ آپ مولویوں کی طرح کھلی مخالفت کرتے تا کہ قوم کو کشمیر جیسے مسئلے کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ (قادیانیوں نے ۳۰ء کے عشرہ میں بھی کشمیر کو ہتھیانے کی ایک بھیانک کوشش کی تھی جسے اس وقت مجلس احرار اسلام نے پرزور تحریک کے ذریعے ناکام بنا دیا تھا) تحریکِ پاکستان میں دیوبندی مکتبہ فکر کے اہم ترین رہنما اور بزرگ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی اور آپ کے سلسلہ کے تمام خلفاء اور مشائخ مکمل طور پر شامل تھے اور ان کی شمولیت کا اعتراف قائداعظم نے ملک کے دونوں حصوں میں اسی مکتبہ فکر کے علماء علامہ شبیر احمد عثمانی اور مولانا ظفر احمد عثمانی کے ہاتھوں پرچم کشائی کروا کر کیا۔ قائداعظم کی نماز جنازہ دیوبندی علماء کے ہی ایک عظیم سپوت حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی نے پڑھائی ۔قادیانی جماعت کے اہم رہنما اور پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ ظفر اللہ خان قادیانی آنجہانی جنازے کے اجتماع میں شامل ہونے کے باوجود نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوئے اور نماز کے موقع پر مجمع سے دور کھڑے رہے۔ یہ تھا جماعتِ احمدیہ کی طرف سے قائداعظم کا ساتھ:

''شرم تم کو مگر نہیں آتی''

احمدیوں کی طرف سے ہم کیونکر غافل ہو سکتے ہیں جبکہ پاکستان میں بسنے والی قوم کے مرشد حضرت حکیم الامت علامہ محمد اقبالؒ نے ۳۰ء کے عشرہ میں نہرو کو ایک خط میں لکھا تھا'' قادیانی اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں'

ملک بنا تو ۱۹۵۲ء کو اپنا سال قرار دیتے ہوئے جو کھیل جماعت احمدیہ نے کھیلنا چاہا۔ قیام پاکستان کی مخالفت کرنے والی جماعت مجلس احرار اسلام نے تو اس وقت جذبہ حب الوطنی اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے ۱۹۵۳ء میں تحریک چلا کر قادیانیوں کے عزائم کو خاک میں ملا دیا۔ ۱۹۶۵ء میں احمدی چھوکروں کا جو کردار رہا ہے' وہ تاریخ کا ایک

شرمناک باب ہے۔(یادرہے کہ مجلس احرار اسلام نے قیام پاکستان کو نہ صرف کھلے دل سے قبول کرلیا تھا بلکہ ۱۹۴۹ء میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے ملک میں وسیع تر سیاسی استحکام کے لیے اپنی جماعت کو سیاست سے علیحدہ کر کے تبلیغی امور کے لیے وقف کردیا تھا۔دفاعِ پاکستان احرار کانفرنس لاہور جنوری ۱۹۴۹ء کے جس اجتماع میں اس اہم فیصلے کا اعلان کیا گیا ‘اس کے شرکاء کی تعداد بلا مبالغہ پچاس ہزار سے زائد تھی)۔

بدترین سے بدترین جانور بھی جس تھالی میں کھاتا ہے اس میں چھید نہیں کرتا لیکن قادیانی ہیں کہ ۵۷ سالوں سے ملک کی بنیادیں کھودنے میں لگے ہوئے ہیں۔مثلاً ان کی کوشش ہمیشہ سے ملک کو اندرونی اور بیرونی طور پر خطرات کے سپرد کرنے کی رہی ہے۔اسرائیل کے ساتھ ان کے رابطوں کے دستاویزی ثبوت کتابی شکل میں شائع ہو چکے ہیں۔انڈیا کے مفادات کے لیے یہ ملک میں کیا کارہائے نمایاں سرانجام دے رہے ہیں۔اس کی تفصیل میں جائے بغیر ہم اپنے قارئین کی توجہ ایک خبر کی طرف دلاتے ہیں۔۵ ستمبر ۲۰۰۴ء کو ملک کے معروف اخبار روزنامہ ’’خبریں‘‘ لاہور میں ایک افسوس ناک خبر شائع ہوئی کہ تھانہ رسول پور تارڑ تحصیل پنڈی بھٹیاں ضلع حافظ آباد پولیس نے مبشر احمد نامی قادیانی کو گرفتار کیا۔اس پر ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہونے کا شک تھا۔دوران تفتیش اس نے خود علاقہ کے اے۔ایس۔پی کے سامنے اقرار جرم کرتے ہوئے یہ تسلیم کیا کہ وہ بھارت کی تخریب کار ایجنسی ’’را‘‘ کے لیے کام کررہا ہے اور اس سلسلہ میں اُسے اپنے بہنوئی حبیب احمد کا تعاون حاصل ہے۔ان دونوں افراد کا تعلق اور ان کے جملہ خاندان کا تعلق جماعت احمدیہ سے ہے۔آج تک جماعت احمدیہ کی طرف سے اس خبر کی تردید نہیں آئی۔ہم اسے کیا سمجھیں؟ تحریک پاکستان کا مجاہدانہ کردار یا تخریب پاکستان کا منافقانہ طرزعمل؟ اور یہ کوئی پہلا موقع نہیں ہے کہ کوئی قادیانی جاسوسی کے الزام میں پکڑا گیا ہو۔اس کے دستاویزی ثبوت موجود ہیں۔اے ء میں سقوطِ ڈھاکہ کے وقت ایم ایم احمد کی کیا سرگرمیاں رہی ہیں۔اس کی تفصیلات اخبارات میں چھپ چکی ہیں۔امریکہ دوستی کا الزام قادیانیوں کو نہ جانے کیوں برا لگ رہا ہے۔جبکہ اس جماعت کے بانی خود کو انگریز کا ’’خود کاشتہ پودا‘‘ قرار دے چکے ہیں۔جس کا ثبوت خود ان کے مذہبی لٹریچر میں موجود ہے۔آغا خانیوں کی ہمدردی بالکل درست ہے کیونکہ وہ بھی ان کی طرح استعماری ایجنٹ ہیں۔دو ہفتے پہلے صدر بش نے اپنے ایک خطاب میں پاکستانی نصاب کے حوالے سے ہونے والی تبدیلیوں میں اپنی مداخلت کا اعتراف کیا ہے۔یادرہے کہ نئی صورت حال میں پاکستان کا نظام تعلیم متعدد تبدیلیوں کے بعد آغا خانیوں کے کنٹرول میں جا چکا ہے۔مرتد کی شرعی سزا کے حوالے سے گزارش یہ ہے کہ یہ سزا قرآن و سنت میں موجود ہے اور مولوی چاہیں بھی تو اسے ختم نہیں کرسکتے اور اس کے نفاذ کا مطالبہ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔جہاں تک مختلف حکومتی عہدے داروں پر قادیانی ہونے کے الزام کا تعلق تو یاد رہے کہ یہ الزام کبھی بھی ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے ذمہ داران کی طرف سے نہیں لگایا گیا۔جن حضرات سے اس ضمن میں کبھی وضاحت طلب کی گئی تو اس کے کچھ اسباب بھی رہے ہوں گے۔دنیا بھر میں مختلف ادارے جو رپورٹیں شائع کرتے ہیں‘ ان میں اخبارات کا نام تو ہوتا ہے مگر مالکان اور

مدیران کا نام شامل نہیں ہوتا۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے بیان کی جانے والی تفصیلات کو ہم سمجھتے ہیں۔ اخباری صنعت سے وابستہ افراد کو پریشر میں لا کر اپنے مذموم مقاصد کی راہ ہموار کرنے کی کوشش ہے۔ ہم پوری دیانت داری کے ساتھ اخبارات کے مدیران سے مطالبہ کرتے ہیں۔ قادیانیوں کی تمام خبروں کو اس طرح کوریج دی جائے، جس طرح ختم نبوت کی خبروں کو دی جاتی ہے۔ وسطی پنجاب سے ان کی شکایت درست ہے۔ دراصل اسی خطہ میں تحفظ ختم نبوت پر کام کرنے والے افراد اور جماعتیں نسبتاً زیادہ متحرک ہیں۔ قادیانیوں کو چاہیے کہ وہ اپنے آباو اجداد کے طرز عمل پر چلتے ہوئے خود کو مسلمانوں سے علیحدہ قوم کی حیثیت میں قبول کریں۔ جس طرح ملک میں دوسری اقلیتوں کو حقوق حاصل ہیں ان تمام حقوق اور سہولیات سے وہ بھی فائدہ اٹھائیں۔ دونوں کشتیوں کی سواری ان کے لیے بہت نقصان دہ ہے۔ ایسی رپورٹیں ''ٹڈے کی ٹانگ پہ ہاتھی کا خول چڑھانے والی بات ہے۔'' ان شاء اللہ اس سے معصوم بچے تو حیران ہو جائیں گے لیکن حقیقت پسند اخبار نویس ہرگز مرعوب ہونے والے نہیں۔ جن مقدمات کی انہیں شکایت ہے وہ مذکورہ بالا طرز کے ہی مقدمات ہوں گے جن پر یقیناً محبِ وطن حلقوں کی طرف سے ردِ عمل آیا ہوگا اور اخبارات نے شائع بھی کیا ہوگا۔ ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے حضرات کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ بھی اس محاذ پر خود کو نئے ہتھیاروں سے لیس کریں اور قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کو واچ کر کے ہر سال ایک وائٹ پیپر جاری کریں تا کہ تصویر کے دونوں رخ دنیا کے سامنے آسکیں۔

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
دامت برکاتہم
سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

3 اپریل 2005ء
اتوار بعد نماز مغرب

دفتر احرار C/69
وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن لاہور

نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی پہلی اتوار کو بعد نماز مغرب مجلس ذکر و اصلاحی بیان ہوتا ہے۔

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام لاہور فون: 042-5865465